ان کی پیشانیاں گھس جایا کرتی تھیں اکل وشرب ان کے لئے بالکل بے مزہ ہوجایا کرتا تھا ایسی بیقراری کی حالت میں ان کیلئے نیند کا آنا محال تھا یہ مانی ہوئی بات ہے کہ جو خداوند قدوس کا جتنا مقرب و محبوب ہوتا ہے اسی قدر اس کی سخت آزمائش ہوتی ہے چنانچہ اس امر پر خود فرمان نبوی شاہد ہے آپ فرماتے ہیں کہ سب سے زیادہ انبیاء پر مصائب و آلام آتے ہیں اور پھر اس پر اسی طرح جسکا جتنا تقرب زیادہ ہوگا اتنا ہی اس کے اوپر زیادہ مصیبت ہوگی۔ چنانچہ یہ دستور اوائل دنیا سے چلا آرہا ہے آدم علیہ السلام کو دیکھئے اس کے بعد نوح علیہ السلام ساڑھے نو سو برس تک جگر سوز مصیبتیں اٹھاتے رہے۔ ابراہیم خلیل اللہ کو آگ میں جھونکا گیا بحالت عریانی۔ خود ہمارے آخری نبی سردار انبیاء نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت کو دیکھئے کہ تبلیغ میں کسقدر دقتیں پیش آئیں خصوصاً طائف کا قلب پاش واقعہ جبکہ آپ کے جسم مبارک سے خون کا فوارہ جاری تھا آپ بالکل لہو لہان ہوچکے تھے آپ کا لباس خون سے بالکل شرابور ہوچکا تھا خون کی وجہ سے جوتی پیر کیساتھ چپٹ گئی تھی آپ عالم بیہوشی میں سفر طے کر رہے تھے۔ جہاں کچھ افاقہ ہوا پھر پتھر کی موسلادھار بارش شروع ہوجاتی تھی لیکن آپ نے ان تمام سنگین جرائم کا بدلہ صبر سے دیا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مقدس اور خدائی مذہب کے ماننے والے کچھ پیدا ہوگئے لیکن یہی سلوک ان سے بھی کیا گیا جو کہ داعی اسلام کے ساتھ کیا گیا تعلقات منقطع کیے گئے ہر وہ کوشش جس سے ان کو تکلیف پہونچ سکتی تھی وہ تکلیف ان کو پہونچائی گئی یہ سلوک تو معاندین اسلام کی جانب سے ہو رہا تھا اسی نازک حالت میں اللہ تعالیٰ بھی اپنے محبوب بندوں کی آزمائش پر تلا ہوا تھا چنانچہ آج میں ایک شمع رسالت کے پروانے کی حالت پر تبصرہ کرنا چاہتا ہوں جن کو اللہ رب العزت نے آزمایا تھا اور نہایت سخت ترین آزمائش کیساتھ لیکن وہ اس امر مہم میں بطریق احسن کامیاب ہوئے اور صرف چند ایام کی مصیبت کو کاٹ کر انھوں نے سرخروئی حاصل کی۔ دشمنان اسلام کی یہ دلی خواہش تھی کہ وہ کسی طرح پیروان اسلام اور داعی اسلام کو صفحہ ہستی سے مٹادیں چنانچہ وہ جماعت مسلمین پر برابر حملہ آور ہوتے رہے لیکن اہل اسلام کی جانب سے ہمیشہ مدافعانہ صورت اختیار کی جاتی تھی جنگ بدر وغیرہ اس کا نتیجہ ہیں چنانچہ ایک جنگ جو کہ غزوۂ تبوک سے موسوم ہے اس میں تمام اسلام کے ماننے والے تیار ہو رہے تھے لیکن صرف ایک صحابی جن کا نام کعب بن مالک ہے وہ اپنی سستی اور کاہلی کی وجہ سے پیچھے رہ جاتے ہیں ان کا خود بیان ہے کہ میرے پاس تمام اسباب جنگ موجود تھے لیکن جب عسکر اسلام کے کوچ کرنے کا وقت آیا تو میں نے تاخیر کردی اور میں نے کہا کہ کوئی گھبرانے کی بات نہیں سواری تو موجود ہی ہے کل جا ملوں گا لیکن جب وہ دوسرے روز بغرض جنگ تیار ہوکر نکلتے ہیں تو ناامیدی اور ناکامیابی سے دوچار ہوتے ہیں۔ کیونکہ لشکر اسلام کافی دور نکل چکا تھا۔ ان کو صرف یہی لوگ ملے جو کہ جنگ کرنے سے مجبور محض تھے یا وہ لوگ جو کہ اسلام کا ظاہری لباس پہنے ہوئے تھے لیکن وہ اسلام کے کفار سے بھی زیادہ دشمن تھے کیونکہ انھوں نے تو اسلام صرف مصلحت وقت کی بناء پر قبول کیا تھا اسلام کے لئے جتنا زیادہ خطرناک یہ تھے اتنا کفار نہ تھے کیونکہ یہ دوست بن کر اسلام کی بیخ کنی کر رہے تھے ان کی ظاہری صورت اسلامی لیکن یہ نہایت ہی خونخوار اور ان کے قلوب نہایت ہی ہلاکت آفریں مار آستین ہوکر یہ اپنا کام انجام دیا کرتے تھے چنانچہ یہ جنگ کے موقع پر جھوٹ موٹ کے عذر تیار کرلیا کرتے تھے اور اپنی حیلہ سازی اور مکاری سے لڑائی

میں شرکت نہ کرتے تھے کیونکہ ان کا دعویٰ تو بالکل غلط تھا انہی کے ساتھ کعب بن مالک بھی رہ گئے چنانچہ جب یہ لوٹ کر آئے تب تو ان کو سخت گھبراہٹ پیدا ہوئی اور انھوں نے کہا کہ آنحضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو میں کیا جواب دونگا اگرچہ لوگوں نے ان سے کہا کہ جس طرح اور لوگ حیلہ جوئی سے چھٹکارا اور نجات حاصل کر لیتے ہیں اسی طرح تم بھی کر لینا لیکن انھوں نے کہا کہ کام اللہ کے رسول سے پڑا ہے اگر میں کچھ عیاری بھی کروں گا تو ایک نہ ایک روز وہ ظاہر ہو کر رہے گی اگر نجات ہے تو صرف سچ میں ہے چنانچہ جب لشکر اسلام واپس آتا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوتی ہے آپ مسکراتے ہیں لیکن آپ کی اس مسکراہٹ میں کسی قدر غصہ کی آمیزش تھی آپ پوچھتے ہیں کہ کعب تم نے کیوں نہیں شرکت کی وہ جواب دیتے ہیں کہ میں نے سستی اور کاہلی سے کام لیا شیطان لعین نے مجھ کو دھوکہ دیا شیطان مردود کا میرے اوپر قبضہ ہو گیا جس کی وجہ سے میں شرکت جنگ نہ کر سکا آپ ان کو آخری جواب دیکر چلے جاتے ہیں کہ حکم خداوندی کا انتظار کرو اس کے بعد تمام مسلمان ان سے بائیکاٹ کر لیتے ہیں اعزہ و احباب ایک دم ساتھ چھوڑ دیتے ہیں یہ آنحضور کی مجلس میں شریک تو ضرور ہوا کرتے تھے لیکن کوئی ان سے ہمکلام نہ ہوتا تھا یہ صرف اپنے ایک گوشہ میں بیٹھے ہوئے اپنی حالت زار پر افسوس کیا کرتے تھے ایک روز ان کے ایک چچازاد بھائی جن کو ان سے سخت محبت تھی اگرچہ برادرانہ تعلق تھا لیکن آپس کی محبت اور مودت نے اس تعلق کو بہت کچھ بڑھا دیا تھا چنانچہ ان کے باغ میں ان سے ملاقات ہوتی ہے یہ سلام کرتے ہیں لیکن سلام تک کا جواب نہیں دیا جاتا ہے چنانچہ انھوں نے کہا کہ ابو قتادہ تم خوب جانتے ہو کہ میں اللہ و رسول سے محبت رکھتا ہوں شرک و بدعت کی آلائش سے میرا دل پاک ہے لیکن پھر ابو قتادہ کچھ جواب نہیں دیتے تیسری دفعہ صرف انھوں نے یہ کہا کہ ہاں اللہ و رسول خوب جانتے ہیں تب تو ان کو بہت رقت طاری ہوئی ان کے نازک جذبات میں ٹھیس لگی ان کے شیشہ دل میں عظیم الشان چوٹ لگی کیونکہ واقعہ ہی اس قسم کا تھا چنانچہ انھوں نے خوب دل بھر کر رو یا گھر پر آتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ان کو ایک آدمی تلاش کر رہا ہے اس سے ملاقات ہوتی ہے تو وہ ایک خط لا کر دیتا ہے جو کہ ایک غیر مسلم بادشاہ کی جانب سے تھا اور جس میں یہ مرقوم تھا کہ ہمیں یہ سنکر نہایت ہی صدمہ ہوا کہ آجکل تمہارا آقا تم سے خفا ہے اور تمہارے ساتھ نہایت ہی برا سلوک کیا جا رہا ہے تمہارے عزیز و اقارب بلکہ تمہاری ساری جماعت نے تم سے ترک تعلقات کر دیا ہے حالانکہ تم ایسے نہ تھے کہ تمہارے ساتھ یہ سلوک کیا جاتا۔ لہذا تم ہمارے یہاں چلے آؤ اور پھر دیکھو کہ ہم تمہاری کس طرح تعظیم و تکریم کرتے ہیں لیکن کعبؓ نے جب یہ پڑھا تو غصہ کی انتہا یہاں تک پہنچتی ہے کہ اس خط کو قاصد ہی کے سامنے پھاڑ کر داخل آتش کر دیا اور قاصد سے کہا جا کر تم اپنے بادشاہ سے کہہ دینا کہ آپ کے انعام و اکرام سے ہمارے آقا کا ناراض رہنا بہتر ہے اس امر پر حضرت کعبؓ کو سخت صدمہ ہوا اور انھوں نے کہا اس سے بڑھکر اور کیا مصیبت ہو سکتی ہے کہ مجھکو کفر کی دعوت دی جائے اور ایک سچا اور پاکیزہ مذہب پر قابو حاصل کرنے کی کوشش کی جائے اس کے بعد ان کو حکم ہوا کہ اپنی بیوی سے علیحدہ ہو جاؤ تمام عزیزوں کو تو چھوڑ چکے تھے لیکن اب ایسا وقت آیا تھا جہاں پر اکثر لوگ لغزش کھا جایا کرتے ہیں کیونکہ رفیقۂ حیات کی وجہ سے شوہر کے تمام رنج و غم دور ہو جایا کرتے ہیں اگر بیوی اچھی خصلت والی ہے تو پھر لوگ چاہے بائیکاٹ کر دیں انسان اپنی بیوی سے

دل بہلا سکتا ہے اور اپنی قلبی بخار اس کو اپنی بیوی سے ظاہر کر کے تسلی و تشفی حاصل کر سکتا ہے لیکن جب بیوی بھی علیحدہ کر دی جائے پھر تو یہ وقت ایسا ہوتا ہے کہ دل یہ چاہتا ہے کہ خودکشی کر کے اپنے وجود سے دنیا کو پاک کر دے شدت گھبراہٹ کی وجہ سے ایک منٹ بھی زندہ رہنا گوارہ نہیں ہوتا ہے زندگی پر موت کو ترجیح دی جاتی ہے کیونکہ ایک ایسی جگہ ہو جہاں پر کوئی نہ ہو تب تو صبر ہو سکتا ہے لیکن جبکہ سب موجود ہیں بیوی موجود ہے اور حکم ہو رہا ہے کہ علیحدہ ہو جاؤ ایسی حالت میں کیونکر صبر کیا جا سکتا ہے شعر ؎

قفس کے سامنے جلتا ہے آشیاں اپنا ✢ مگر نہیں ہے اجازت اسے بجھانے کی

یہ وقت نہایت ہی نازک ہوا کرتا ہے لیکن حضرت کعبؓ ہیں کہ پائے استقلال میں ذرا بھی تزلزل نہیں پیدا ہوتا اور اپنی بیوی کو میکہ بھیج دیتے ہیں آخر ان کے مصیبت کے پچاس روز اختتام پذیر ہوتے ہیں اور ان کی توبہ دربار قدوسی میں مقبول ہوتی ہے چنانچہ حضرت ابوبکر صدیقؓ مژدہ جانفزا سناتے ہیں وہ یہ سنکر کہ کعب کی توبہ مقبول ہو گئی فوراً سجدۂ شکرانہ ادا کرتے ہیں اور پھر اس کے بعد آنحضورؐ سے ملاقات کرتے ہیں آنحضورؐ نہایت ہی خوش تھے اور شدت مسرت کی وجہ سے آپ کا چہرہ مبارک چودھویں تاریخ کے چاند کی طرح چمک دمک رہا تھا آپ نے فرمایا کعب اس سے بہتر تمہارے لئے کوئی دن نہیں ہوا جب سے تم پیدا ہوئے ہو حضرت کعبؓ اس خوشی میں اپنے تمام مال کا تیسرا حصہ راہ خدا میں خرچ کر دیتے ہیں یہ تھے آنحضورؐ کے صحابہ کرامؓ جنہوں نے دنیاوی مال متاع کو پائے استحقار سے ٹھکرا دیا لیکن صحبت نبوی کو چھوڑنا گوارہ نہ کیا یہ صبر میں پہاڑ کی چٹان تھے جن کو کوئی چیز توڑ نہ سکتی تھی اسی صبر و استقلال ہی کا تو نتیجہ تھا کہ دنیا ہی میں جنت کی خوشخبری مل گئی قطع علایق بھی ایسی مصیبت ہے کہ انسان مجبور ہو جاتا ہے اور وہ چیز کر ڈالتا ہے جو اس کو قطعاً نہ کرنا چاہیے لیکن صحابہ کرام کی بیوی تھیں جدا کر دی جاتی ہے لیکن پھر بھی زبان پر ایک لفظ شکوہ کا نہیں لاتے ہیں جس طرح وہ ہمت و شجاعت میں پہاڑ تھے اسی طرح وہ صبر و استقامت میں یکتا اور لاثانی تھے چنانچہ اللہ تعالیٰ انہی لوگوں کے بارے میں فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا الآیہ ترجمہ بیشک جن لوگوں نے کہا ہمارا پروردگار اللہ اللہ ہے اور اس پر قائم رہے پس ان کے اوپر نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

اور یہ تو اللہ کا دستور ہے کہ وہ اپنے بندوں کی آزمائش کرتا رہتا ہے چنانچہ وہ اپنے کلام پاک میں فرما چکا ہے کہ میں تم کو ہر طرح سے آزماؤں گا لیکن بندوں کو ایسے وقت پر کیا کرنا چاہیئے ؟ یہ بھی بتا دیا ہے کہ ان کو ایسے وقت پر صبر کرنا چاہیئے کیونکہ اسی میں فلاح و بہبودگی ہے اور سب سے بڑی چیز یہ کہ میں خود صبر کرنیوالوں کے ساتھ ہوں چنانچہ ارشاد ہے ۔ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ یہ واقعہ کسقدر سبق آموز ہے مسلمانوں کو عبرت حاصل کرنا چاہیے کہ صبر و صداقت کا ثمرہ کتنا عظیم الشان ہے اس کی وجہ سے دین و دنیا میں سرخروئی حاصل ہوتی ہے اور اس کٹھن موقع پر جسکا پیر پھسل گیا اور دامن صبر و صداقت کو چھوڑ دیا تو

خسر الدنیا والآخرہ ۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

✢